سلسلۂ تقاریر السّو

سُورۂ نمل

مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد

السّلام علیکم! احمدہٗ و اصلی علےٰ رسُولہٖ الکریم اما بعد
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ هُدًى
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝
صدق اللہ العظیم۔

دو دو حروف مقطعات سے شروع ہونے والی قرآن حکیم کی جس آخری سُورہ کا آج ہم ذکر کر رہے ہیں، وہ سورۃ نمل ہے۔ جو حروف مقطعات طٰس سے شروع ہوتی ہے۔ یہ سورہ مبارکہ ۹۳ آیات اور ۷ رکوعوں پر مشتمل ہے۔ اکثر مکی سُورتوں کے اسلوب کے مطابق اس سُورہ مبارکہ کے آغاز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب التفاتِ خصوصی ہے۔ اور اس کے اختتام پر بھی آنحضور سے خصوصی خطاب ہے۔

آغاز میں ارشاد ہوتا ہے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝

"یہ قرآن کی آیات اور ایک روشن کتاب کی آیات ہیں"

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

"جو ہدایت ورا ہنمائی اور بشارت ہے اہل ایمان کے لئے"
ہدایت ورحمت ہے اس دُنیا کے اعتبار سے اور بشارت وخوشخبری ہے
آخرت کے اعتبار سے ان لوگوں کے لئے کہ جو ایمان لانے والے ہیں
پھر اہل ایمان کی صفات اور اوصاف بیان ہوئے کہ جو نماز قائم کرتے
ہیں زکواۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر پختہ یقین رکھتے ہیں پھر پانچ آیات
کے بعد ارشاد ہوتا ہے -

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ ٥ (آیت ۶)

"اے نبیؐ! آپ کو یہ قرآن مجید مل رہا ہے، آپؐ اس قرآن کو حاصل
کر رہے ہیں، (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس ذات کی طرف سے جو حکیم
بھی ہے اور علیم بھی - کمال حکمت اور علم والی ذات جس کا علم بھی کامل اور
حکمت بھی کامل"۔ اختتام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا ہے،
کہہ دیجئے -

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ
حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ
الْمُسْلِمِیْنَ ٥ (آیت ۹۱)

لوگو! تم مانو یا نہ مانو تم اس دعوت توحید پر لبیک کہو یا نہ کہو - مجھے
تو میرے رب کی طرف سے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس بلد امین کے ربّ
کی بندگی میں لگا رہوں - اسی کے لئے تمام اشیاء کی ملکیت ہے، تمام
چیزوں کا مالک صرف وہی ہے -

وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥

اور مجھے تو یہی حکم ہوا ہے - انداز یہ ہے کہ تم مانو یا نہ مانو - تم اس روش
کو اختیار کرو یا نہ کرو - مجھے جو حکم ہوا ہے میں تو اسی طریقہ پر چلوں گا - اور
وہ حکم یہ ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے بن جاؤں - اللہ کی اطاعت کیشی میری

روشن ہے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ج (۹۲)

اور تمہیں چاہے یہ قرآن بُرا لگتا ہو، تمہیں اسکو سن کر توحش ہوتا ہو، تمہیں اپنے باطل معبودوں کی حمیت اور غیرت کی وجہ سے اشتعال آتا ہو تو آئے مجھے تو حکم ہے کہ "میں یہ قرآن پڑھ کر سناؤں ـــ" یہی انداز ہے جو علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں استعمال کیا۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ۔

مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ میں قرآن پڑھتا رہوں اور پڑھ پڑھ کر سناتا رہوں۔ آگے فرمایا:

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ

تو جو کوئی بھی ہدایت کی راہ پر آئے گا، وہ اپنے بھلے کے لئے اپنے ہی فائدے کے لئے آئے گا۔ اس کا نفع خود اسی کو پہنچنے والا ہے۔

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ہ (۹۱)

اور جو کوئی گمراہی کی روش اختیار کرتا ہے سے اے نبی! کہہ دیجئے کہ وہ میرا کچھ نہیں بگاڑتا۔ میں تو صرف ایک خبردار کر دینے والا ہوں تمہیں متنبہ کر دینے والا ہوں کہ اس کفر اور اعراض کی کیا پاداش ہے جو تمہیں اس دنیا میں بھی ملے گی اور آخرت میں بھی مل کر رہے گی۔

اس سورۃ مبارکہ کے پہلے رکوع میں مختصراً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ قرآن حکیم کی یہ چار سورتیں جن کے آغاز میں حرف "ط" آیا ہے، طٰہٰ، طٰسٓ، طٰسٓمّٓ، سورۂ شعراء

اور سورۂ قصص میں تو ان تمام سورتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔ اس میں ایک اشارہ ہے اس بات کی طرف جو آغاز میں عرض کی گئی تھی کہ مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کا ذہن ادھر منتقل ہوا ہے کہ چونکہ حرف ط عربی اور عبرانی کے حروف ہجا جس طرح سے کہ شکلوں پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح حرف ط جو ہے وہ سانپ کی صورت پر لکھا جاتا ہے اور ان تمام سورتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کا ذکر ہے کہ آپ کا عصا سانپ یا اژدھا کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ لہٰذا ایک مناسبت ہے کہ ان تمام سورتوں کے آغاز میں حرف 'ط' ضرور آیا ہے۔

دوسرے اور تیسرے رکوع میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر تو ہے صرف برسبیل تذکرہ۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر بہت تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ خاص طور پر ان کا واقعہ جو قوم کے ساتھ پیش آیا اور ملکہ سبا جس طرح فرمانبردارانہ ان کے دربار میں حاضر ہوئی۔ یہ پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ ان دونوں رکوعوں میں آیا۔ اس کے ضمن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا جو کردار سامنے آتا ہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں پائے جانے کے باوجود سطوت، سلطنت، حکومت، غلبہ، اختیار و اقتدار سب کچھ ان کو بدرجہ اتم حاصل تھا، پھر بھی اپنے رب کے لئے شکر گزاری کا مادہ بکمال و تمام موجود رہا۔ کوئی زعم کوئی غرور، کوئی سرکشی، کسی طرح کا کوئی عجب ان میں پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ ان کا وہ قول بھی یہاں نقل ہوا ہے۔ جو سورہ احقاف میں ایک سلیم الفطرت انسان کے جس قول کا ذکر ہوا تھا، بالکل اسکے مشابہ ہے۔

وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي

بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (آیت ۱۹)

"پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیرا شکر ادا کر سکوں اس نعمت پر جو میرے والدین پر ہوئی اور مجھ پر ہوئی۔ اور مجھے اس بات کی توفیق بخش کہ میں ایسے نیک عمل کر سکوں جو تجھے پسند ہوں جن سے تو راضی ہو۔ اے ربّ اپنی خصوصی رحمت سے مجھے اپنے نیک اور صالح بندوں میں شامل کر لیجیئے"۔ ساتھ ہی وہ واقعہ بھی ذہن میں لائیے جب ملکہ سبا کا تخت اُن کے دربار میں چشم زدن میں حاضر کر دیا گیا۔ اس وقت بھی ان کی زبان پر کلمہ شکر آیا کہ :

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ

"یہ در حقیقت میرے ربّ کا فضل ہے جو مجھ پر ہوا ہے۔ اس میں میرے لئے کوئی گھمنڈ کی بات نہیں ہے تکبّر کی بات نہیں ہے۔ یہ انعام و اکرام تو اس لئے ہوا ہے کہ :

لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ط

بلکہ اس میں تو میرے لئے ایک امتحان اور آزمائش ہے کہ میں ساری نعمتوں کو پانے کے بعد اللہ کا شکر گزار بندہ بنا رہتا ہوں یا ناشکری کی روش اختیار کر لیتا ہوں۔

افسوس ہے کہ ہم نے هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ کے الفاظ کو بہت بدنام کر دیا ہے۔ ہمارے ہاں یہ الفاظ

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ

ان عمارتوں پر لکھے جاتے ہیں جو اکثر و بیشتر حرام کی کمائی سے بنتی ہیں، رشوتوں کی کمائیوں سے بنتی ہیں۔ ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکیٹنگ اور اسمگلنگ کے دھندوں سے بنتی ہیں ہم نے قرآن مجید کو اس طرح سے اپنی ان بداعمالیوں کی وجہ سے رسوا کرنے کا سامان فراہم کیا ہوا ہے۔

اس سُورہ مبارکہ کے آخری تین رکوعوں میں توحید اور معاد کی دعوت ہے اور اثبات ہے بہت پر زور دلائل کے ساتھ ان کا آغاز بھی ہوا ہے اللہ کی حمد سے اور ان کا اختتام بھی ہوتا ہے حمد باری تعالیٰ پر۔ چنانچہ چوتھے رکوع کے آغاز میں فرمایا :

" اے نبی ! کہہ دیجئے کہ تمام شکر و سپاس اور تمام ستائش و ثنا اللہ ہی کے لئے ہے اور سلام ہے ان بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ کیا - ان منکرین سے پوچھو کہ اللہ واحد بہتر ہے یا وہ معبودان باطل جن کو یہ اس کا شریک بنا رہے ہیں :

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ط
آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (آیت ۵۹)

اور اختتام پر آیت نمبر ۹۳ میں فرمایا " اور اے نبی ان سے کہہ دیجئے کہ تمام حمد اللہ ہی کیلئے ہے - عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا اور تم ان کو پہچان لوگے - آپ کا رب اُن اعمال سے بے خبر اور لاعلم نہیں ہے جو تم لوگ کرتے ہو "

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ط وَمَا
رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (آیت ۹۳)

بارك الله لي و
لكم في القرآن العظيم
ونفعني وايّاكم بالآيات
وَالذكر الحكيم